۹

تبلیغ کے ساتھ دُعاؤں میں بھی لگے رہو

(فرمودہ ۲۴- مارچ ۱۹۳۴ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے پچھلے جمعہ لاہور میں اس بات پر خطبہ پڑھا تھا کہ مومن کو ابتلاء آتے ہی رہتے ہیں اور اسے صبر سے کام لینا چاہیئے- اور ان دنوں ہماری جو مخالفت ہو رہی ہے بجائے اس کے کہ ہم اِس سے گھبرائیں یا ڈریں یا لوگوں پر توکّل کرکے حکومت یا اپنے ہم وطنوں سے اپیل کریں، ہمیں چاہیئے کہ اس کے ازالہ کا صحیح طریق اختیار کریں- یعنی تبلیغ کریں اور محبت میں اور ترقی کریں تا اللہ تعالیٰ ہمارے کام میں برکت دے- وگرنہ جب تک مخالف موجود ہیں، اُس وقت تک مخالفت ہوتی رہے گی- اگر آج دب بھی گئی تو کل پھر شروع ہوجائے گی- لیکن تبلیغ ایک ایسا ذریعہ ہے جو ہمیشہ کیلئے مخالفین کو بھی ہمارا ساتھی بنادے گا- اس کے بغیر ہمارے سب تعلقات اور دوستی خواہ وہ حکومت سے ہو یا ہم وطنوں سے عارضی علاج ہے- جیسے شدید درد کے موقع پر بیمار کو افیون دے دی جاتی ہے تا اُسے نیند آجائے لیکن یہ اصل علاج نہیں ہوتا- اصل علاج یہی ہے کہ تکلیف کے منبع کو دور کیا جائے- اسی طرح ہماری مخالفت کا منبع اختلاف ہے اور اس کا اصل علاج یہ ہے کہ اسے دور کیا جائے-

آج میں اِسی بات کے دوسرے حصہ کو بیان کرتا ہوں- اور وہ یہ ہے کہ تبلیغ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے پاس جس کے ساتھ ہمارا حقیقی توکّل ہوسکتا ہے ہماری اپیل ہونی چاہیئے- گورنمنٹ خواہ کیسی ہی خیرخواہ کیوں نہ ہو، وہ اپنی دوسری رعایا کا خیال رکھنے پر مجبور ہے- مجھے

خوب یاد ہے کہ پنجاب کے ایک گورنر نے مجھے کہا تھا کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہم تمام اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کرسکتے ہیں- اُس وقت میں نے اسے یہی جواب دیا تھا کہ کم سے کم آپ کا یہ فرض ضرور ہے- لیکن میں سمجھتا ہوں انسانی نقطہ نگاہ سے یہ بات حکومت کیلئے ناممکن ہے- اور اِس کا ایک ثبوت نہایت واضح طور پر ہمارے سامنے آچکا ہے- ایک دفعہ فوج میں ملازم احمدیوں کو کوئی شکایت تھی جس کے سلسلہ میں ایک دوست چیف آف دی جنرل سٹاف سے ملے- اُس نے اظہارِ ہمدردی کیا اور کہا ہم جانتے ہیں آپ مظلوم ہیں- اور ناحق صرف مذہبی مخالفت کی وجہ سے آپ کو تکلیف دی جاتی ہے- اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ وفادار ہیں اور ہر حال میں آپ پر اعتماد کیا جاسکتا ہے- لیکن آپ اگر اپنے آپ کو میری جگہ رکھ کر دیکھیں تو یقیناً آپ کے مدنظر یہی بات ہوگی کہ جو کام آپ کے سپرد ہے جس طرح بھی ہوسکے، وہ چلے- یعنی فوجی نظام درست رہے- اور اگر ہم آپ کی خاطر دوسروں کو ناراض کرلیں تو کیا آپ ہمیں پوری فوج دے سکیں گے- مثلاً ہمیں دولاکھ سپاہیوں کی ضرورت ہے' کیا آپ مہیا کرسکتے ہیں- اگر نہیں تو سمجھ لیں کہ ملک کی حفاظت کیلئے ہمیں ان لوگوں کے ساتھ صلح رکھنی پڑتی ہے اور ان کے احساسات کا لحاظ ضرور رکھنا ہوتا ہے- لیکن یہ بندوں کا حال ہے اور وہ مجبور بھی ہیں-

اس لئے ہماری حقیقی اپیل اللہ تعالیٰ کے پاس ہونی چاہیئے- مگر اللہ تعالیٰ بھی یہ نہیں کیا کرتا کہ فرشتے انسان کی صورت میں بھیج کر امداد کرے جو لوہے کی تلواروں سے لڑیں- اور نہ ہی آسمانوں سے آوازیں آیا کرتی ہیں بلکہ وہ دلوں میں محبت پیدا کردیتا ہے- اللہ تعالیٰ کے سامان بھی بشری ہی ہوتے ہیں لیکن لوگ سمجھتے نہیں- ایک شخص ایک کام کیلئے چھ ماہ تک دعائیں کرتا ہے- آخر ایک آدمی اُسے مل جاتا ہے جو ایک ہی دن میں اس کا کام کردیتا ہے- اور وہ اپنی ناسمجھی کی وجہ سے کہنے لگ جاتا ہے کہ چھ ماہ تک دعا کرتا رہا تو کچھ نہ بنا- اور فلاں آدمی نے ایک ہی دن میں کام کردیا- حالانکہ وہ نادان نہیں جانتا کہ وہ آدمی ملا ہی دُعا کے نتیجہ میں تھا- اور اپنی ناواقفی کی وجہ سے وہ دعا کی قبولیت کے نتیجہ کو اس کے خلاف سمجھ لیتا ہے- ایک شخص کا کوئی عزیز یا وہ خود بیمار ہے' وہ صحت کیلئے دعا کرتا ہے اور اسے کوئی اچھا ڈاکٹر مل جاتا ہے- اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول کرکے اس ڈاکٹر کو بھیج دیا- یہ نہیں کہ دعا سے صحت نہ ہوسکی- اور اس ڈاکٹر نے بیمار کو اچھا کردیا- اس ڈاکٹر کا مل جانا دعا

ہی کے نتیجہ میں ہے۔ تو دل اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں وہ چاہے تو ہمارے دوست پیدا کردے۔ اور چاہے تو دشمنوں میں پھوٹ ڈال دے۔ مگر جو کچھ بھی ہو دعاؤں کے نتیجہ میں ہی ہوگا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہماری تبلیغ میں وہ ایسا اثر ڈال دے۔ اور ایسے لوگ جماعت میں داخل ہوجائیں جن کے رُعب' ہیبت' کثرت اور جتھے سے ڈر کر مخالف باز آجائیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے خلاف صف آرا ہوجائیں۔ مگر جو بھی ہو دعا کے نتیجہ میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سامان بیشک پیدا کردیتا ہے مگر وہ دعا کا نتیجہ ہوتا ہے۔ انسان ہزاروں مشکلات میں گھرا ہوتا ہے اور نہیں جانتا کہ کیا کرے مگر اللہ تعالیٰ غیب سے اس کیلئے سامان پیدا کردیتا ہے۔ اور وہ اسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ کو ہی چھوڑ دیتا ہے اور خیال کرلیتا کہ فلاں وجہ سے میری مشکلات آسان ہوگئیں۔ بعض نادان شکوہ کرتے ہیں کہ ہم دعائیں کرتے ہیں مگر قبول نہیں ہوتیں۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ دعاؤں کے نتیجہ میں زمینی سامان پیدا کردیتا ہے۔ پھر بعض اوقات انسان کسی بہت بڑی مصیبت میں مبتلاء ہونے والا ہوتا ہے اور وہ اس سے بچالیتا ہے۔ مثلاً ایک شخص بخار میں مبتلاء ہے جو سِل کا پیش خیمہ ہے۔ وہ دعا کرتا ہے کہ خدایا میرا بخار اُتار دے اور نہ اُترنے پر سمجھتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ حالانکہ اس کیلئے ایک خطرناک بیماری یعنی سِل مقدر تھی جو اسے معلوم نہیں اور اس لئے نہیں جانتا کہ دعا کی وجہ سے اس کے سر سے کتنی بڑی مصیبت ٹل گئی ہے۔ تو دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ بعض اوقات کسی بڑی مصیبت کو ٹال دیتا ہے اور چھوٹی کو اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے رہنے دیتا ہے۔

پس مومن کو اللہ تعالیٰ ابتلاؤں سے آزماتا ہے۔ یہ ابتلاء کبھی جانی ہوتے ہیں' کبھی مالی' کبھی دماغ اور دل کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور کبھی عزت کے ساتھ' کبھی اس کے احساسات کو صدمہ پہنچایا جاتا ہے' کبھی عقل و شعور پر حملہ کیا جاتا ہے' کبھی مالی نقصان ہوجاتا ہے' کبھی اسے یا اس کے کسی عزیز کو بیماری آجاتی ہے' کبھی اس کے مال پر مصائب آتے ہیں۔ غرضیکہ اس پر کئی رنگ کے مصائب آتے ہیں اور اس وقت جب وہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتا ہے تو وہی ابتلاء اور مصائب اس کیلئے ترقیات کا موجب ہوجاتے ہیں۔ اگر ان کے ذریعہ اس کے اندر درد اور سوز اور دعا کی توفیق پیدا ہوجاتی ہے تو وہی مصائب اس کی ترقیات کیلئے کھاد کا کام دیتے ہیں۔ پس حقیقی کامیابی کا راز یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کی جائیں۔ اور اس یقین

کے ساتھ کہ وہ دعاؤں کو سنتا ہے- خواہ کوئی ظاہری نتیجہ نکلے یا نہ نکلے- کیونکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بعض اوقات وہ کسی بڑی بلا کو ٹال دیتا ہے جس کا انسان کو علم نہیں ہوتا- اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ صدقات علانیہ اور خفیہ دونوں طرح کیا کرو اور خود بھی اسی طرح کرتا ہے- کبھی تو دعا کے نتیجہ میں صاف طور پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ انسان کے ساتھ دکھائی دیتا ہے اور بعض اوقات وہ اس کی حاجت روائی کے ایسے سامان پیدا کردیتا ہے کہ اسے خود بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اس کی دعا قبول ہوگئی- ایک دفعہ ایک صحابی رات کے وقت صدقہ کرنے کیلئے نکلے تو اندھیرے میں ایک چور کے ہاتھ میں دے دیا- رسول کریم ﷺ کو معلوم ہوا تو فرمایا ٹھیک ہے- تو اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی ہے کہ صدقات سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً کیا کرو- کبھی تو اس طرح کہ کسی کو پتہ بھی نہ لگے اور کبھی اس طرح کہ دوسرے دیکھیں- اور ان کو بھی نیکی کی تحریک ہو- اسی طرح اللہ تعالیٰ کبھی تو دعاؤں کے ظاہری نتائج بھی ظاہر کردیتا ہے اور کبھی دوسروں کے دلوں میں تحریک کے ذریعہ اسے قبول کرلیتا ہے- کبھی تو ایسے رنگ میں قبول کرتا ہے کہ صاف نظر آتا ہے اس کا ہاتھ اس میں کام کررہا ہے اور کبھی پوشیدہ طریق پر کہ ایسا معلوم ہوتا ہے دعا قبول نہیں ہوئی اور کسی اور ذریعہ سے کام ہوا ہے- لیکن مومن جانتا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے- وہ سارا دن محنت کرکے روٹی کماتا ہے مگر پھر بھی یہی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دی ہے- وہ آگ میں پڑ کر اسے پکاتا ہے اور پھر بھی یہی کہتا ہے کہ خدا نے کھلائی- پس دعائیں کرو اور کامل توکّل اور یقین کے ساتھ کرو- اور یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ اپنی جماعت کو ضائع نہیں کیا کرتا- مصیبتیں بیشک آرہی ہیں اور یہ کیا ہیں' ابھی ایسی ایسی آئیں گی کہ جو ذہن میں بھی نہیں آسکتیں- مگر یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ انہیں دور کردے گا اور اپنی ستّاری کی صفت کے ماتحت ہماری کمزوریوں سے بھی درگزر فرمائے گا- اُس کا نام جو ستّار ہے تو یہ مومن کیلئے ہی ہے- پھر اپنی غفّاری کی صفت کے ماتحت ہمارے لئے ان مصائب کے نتائج بھی بہتر کردے گا اور اپنا رحم شاملِ حال کرکے بجائے نیچے گرنے کے ہمیں اوپر اُٹھادے گا- پس یہ مصائب کچھ حقیقت نہیں رکھتے- اور مومن کیلئے کوئی مصیبت نہیں سوائے اس کے کہ اس کے دل مین دُعا کی توفیق اور درد پیدا نہ ہو- اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں-

چونکہ بارش اور کیچڑ ہے اس لئے جمعہ کی نماز کے بعد میں عصر کی نماز بھی پڑھادوں گا تا دوبارہ آنے کی تکلیف نہ ہو-

(الفضل ۳۰- مارچ ۱۹۳۳ء)